



خوارج، کبار صحابہ کے قاتل
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ



خوارج، کبار صحابہ کے قاتل
شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خوارج کی تاریخ میں ایک ایسے بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے خود ساختہ تقویٰ کی بنیاد پر امت کے کبار اور معزز لوگوں کو بھی قتل کرنے سے گریز نہیں کرتے، چاہے وہ نبی کے معزز اصحاب ہی کیوں نہ

وچنانچہ ہم تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ خوارج نے جن کبار صحابہ کو قتل کیا ان میں سے چار صحابہ کرام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنہیں زبان نبوت سے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے چنانچہ ان اصحاب رسول کے ساتھ خوارج نے جو سلوک کیا، اس کو فردا فردا بیان کریں گے ان شاء اللہ

امت مسلمہ میں سے خوارج کے ہاتھوں سب سے پہلے شہید ہونے والے صحابی سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ ہیں اس سے قبل کے میں جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے دلسوز واقعہ کی تفصیلات بیان کروں، اس سے پہلے میں جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی اسلام کیلئے ناقابل فراموش خدمات کو بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ قارئین اس بات کو بخوبی جان لیں کہ خوارج نے کس قدر جلیل القدر آدمی کو صرف ان کی خود ساختہ معمولی بشری لغزشوں کو بنیاد بناتے ہوئے ان کی ساری ناقابل فراموش خدمات کو یکسر بھلاتے ہوئے ان کو دردناک طریقہ سے شہید کر دیا

حالات زندگی و خدمات:

عثمان بن عفان اموی قریشی اہل اسلام کے تیسرے خلیفہ راشد، داماد رسول، اور جامع قرآن تھے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سابقین اسلام میں شامل اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے، چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بہت سی مشکلات کا سامنا کیا، جن میں سے ایک یہ تھی کہ:

ان کا چچا آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر دھوا دیا کرتا تھا کہ جس کی وجہ سے ان کا سانس لینا مشکل ہو جاتا تھا اور وہ کہتا تھا کہ اسلام کو چھوڑ دو لیکن یہ اسلام پر ثابت قدم رہے

ان کی کنیت ذو النورین تھی کیونکہ انہوں نے جناب محمد کے دو صاحبزادیوں سے نکاح کیا تھا، پہلے رقیہ بنت محمد رضی اللہ عنہا سے کیا، پھر ان کی

وفات کے بعد ام کلثوم بنت محمد رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا

عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان اصحاب میں شامل ہیں کہ جنہوں نے سرزمین حبشہ کی ہجرت کی بعد ازاں دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی جانب کی

رسول اکرم ﷺ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر مکمل اعتماد تھا اور نبی ﷺ ان کی فطری حیاء و شرافت اور جو انہوں نے اپنے مال کے ذریعے اہل ایمان کی نصرت کی تھی، اس کی انتہائی قدر کرتے تھے

رسول اللہ ﷺ نے دیگر صحابہ کے ساتھ ان کو بھی جنت اور شہادت کی موت کی خوش خبری دی

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی ﷺ ان کو اپنا سفیر بنا کر مکہ بھیجا تو اہل مکہ نے ان کی شہادت کی افواہ اڑادی تو نبی ﷺ نے چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جناب عثمان کے قصاص لینے پر مر مٹنے کی بیعت لی اور اس وقت نبی ﷺ نے یادگار الفاظ ارشاد فرمائے کہ جو بلا شک و شبہ ان کی قدر منزلت کو بیان کرنے کیلئے کافی ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے جب سب صحابہ کرام سے بیعت لی تو آخر میں نبی ﷺ نے اپنا بایا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر مارا اور فرمان لگا کہ ”یہ عثمان کا ہاتھ ہے“

سنہ 23ھ (644ء) میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مشورہ سے آپ کو خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی، جسے انہوں نے 644ء سے 656ء تک انجام دی

ان کے عہد خلافت میں جمع قرآن مکمل ہوا، مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع ہوئی، اور قفقاز، خراسان، کرمان، سیستان، افریقیہ اور قبرص فتح ہو کر سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے نیز انہوں نے اسلامی ممالک کے ساحلوں کو بازنطینیوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اولین مسلم بحری فوج بھی بنائی

لیکن خوارج نے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی ان ساری خدمات کو پس پشت لے کر ان کو چالیس دن محبوس و قید رکھنے کے بعد شہید کر دیا۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

عبداللہ بن سبا المعروف ابن السوداء صنعا شہر کا رہنے والا ایک یہودی تھا، وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عدالت خلافت میں یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کو دولت خوب حاصل ہوتی ہے اور اب یہی دنیا میں سب سے بڑی فاتح قوم بن گئی ہے، مدینہ میں آ گیا اور پڑا ہر مسلمانوں میں شامل ہو گیا، مدینہ میں اس کا انا اور رہنا بہت سی غیر معروف اور ناقابل التفات تھا لیکن اس نے مدینہ میں رہ کر مسلمانوں کی اندرونی اور داخلی کمزوریوں کو خوب جانچا اور اسلام مخالف تدابیر کو خوب سوچا، انہیں ایام میں بصرہ کے اندر ایک شخص حکیم بن جبلہ (خارجی) رہتا تھا، اس نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ اسلامی لشکر کے ساتھ کسی فوج میں شریک ہو جاتا تو موقع پا کر ذمیوں کو لوٹ لیتا، کبھی کبھی اور لوگوں کو بھی اپنا شریک بناتا اور ان کے زنی کرتا۔

اس کی ان کے زنی کی خبریں مدینہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچیں انہوں نے گورنر بصرہ کو لکھا کہ حکیم بن جبلہ کو بصرہ شہر کے اندر نظر بند رکھو اور حدود شہر سے باہر رگزن نہ نکلنے دو، اس حکم کی تعمیل میں وہ بصرہ کے اندر محصور و نظر بند رہنے لگا، عبداللہ بن سبا حکیم بن جبلہ کے حالات سن کر مدینہ سے روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر حکیم بن جبلہ کے مکان پر مقیم ہوا، یہاں اس نے حکیم بن جبلہ اور اس کے ذریعے اس کے دوستوں اور دوسرے لوگوں سے مراسم پیدا کئے، اپنے آپ کو مسلمان اور حامی و خیر خواہ آل رسول ظاہر کر کے لوگوں کے دلوں میں اپنے منصوبے کے موافق فساد انگیز خیالات و عقائد پیدا کرنے لگا، کبھی کہتا کہ مجھ کو تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان اس بات کے تو قائل ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے لیکن اس بات کو نہ ماننے کے سیدنا محمد

□ بھی دنیا میں ضرور آئیے گے □

چنانچہ اس نے لوگوں کو: **إِن سَأَلْتَهُم لَمَن لَّمْ يَرَأَ دَسْمِي أَلِلِّي مَعَادَ**
عَلَيْكَ الْقُرْآنَ

(القصص : ۲۸/۸۵)

کی غلط تفسیر سنا سنا کر اس عقیدے پر قائم کرنا شروع کیا کہ سیدنا محمد کی مراجعت دوبارہ دنیا میں ضرور ہو گی، بہت سے لوگ اس کے اس فریب میں آ گئے، پھر اس نے ان کو اس عقیدے پر قائم کرنا شروع کیا کہ ہر پیغمبر کا ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے اور سیدنا محمد کے وصی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں جس طرح رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیاء ہیں، پھر اس نے علانیہ کہنا شروع کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سوا دوسروں کو خلیفہ بنا کر بڑی حق تلفی کی ہے، اب سب کو چاہیے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مدد کریں اور موجودہ خلیفہ کو قتل یا معزول کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیں □

عبداللہ بن سبا نے تمام منصوبے اور اپنی تحریک کی ان تمام تجویزوں کو مدینہ منورہ سے سوچ سمجھ کر بصرہ میں آیا تھا اور اس نے نہایت احتیاط اور قابلیت کے ساتھ رفتہ رفتہ اپنی بدعقیدگیوں کو شائع کرنا اور لوگوں کے سامنے بیان کرنا شروع کیا □

رفتہ رفتہ اس فتنے کا حال بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن سبا کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو، کہا کہ میں آئیں اور یہاں کیوں آئے ہو؟ عبداللہ بن سبا نے کہا مجھ کو دین اسلام میں دلچسپی ہے، میں اپنے یہودی مذہب کی کمزوریوں سے واقف ہو کر اسلام کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور یہاں آپ کی رعایا بن کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں، عبداللہ بن عامر نے کہا کہ میں نے تمہارے حالات اور تمہاری باتوں کی تحقیق کی ہے تو

مجھ کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی فتنہ برپا کرنا اور مسلمانوں کو گمراہ کر کے یہودیوں کی حیثیت سے جمعیت اسلامی میں افتراق و انتشار پیدا کرنا چاہتے ہو۔

چونکہ عبداللہ بن عامر کی زبان سے پتہ کی باتیں نکل گئی تھیں، لہذا اس کے بعد عبداللہ بن سبا نے بصرہ میں اپنا قیام مناسب نہ سمجھا اور اپنے خاص الخاص راز دار اور شریک کار لوگوں کو وہاں چھوڑ کر اپنی بنائی ہوئی جماعت کے لیے مناسب تجاویز و ہدایات سمجھا کر بصرہ سے چل دیا اور دوسرے اسلامی فوجی مرکز یعنی کوفہ میں آیا، یہاں پہلے سے ہی ایک جماعت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے عامل کی دشمن موجود تھی، عبداللہ بن سبا کو کوفہ میں آ کر بصرہ سے اپنی شرارتوں کو کامیاب بنانے کا زیادہ بہتر موقع ملا۔

قصہ مختصر اس نے اپنے ساتھ کافی لوگوں کو یہ کہہ کر کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ بہت ظالم حاکم ہیں، شریک کرلیا اور اس نے جناب عثمان کے خلاف بصرہ، کوفہ اور شام سے اپنے ساتھیوں کو بلا لیا اور ان بلوائیوں نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ان سے خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرنے لگے لیکن جناب عثمان فرمانہ لگے کہ جو چادر مجھ اللہ نے پہنائی ہے اس کو نہ نیچے اتاروں گا۔

چنانچہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس جانے کا حکم دیا لیکن اس نے دھوکہ دے کے ساتھ ایک خط کے جس میں ان لوگوں کے قتل کا حکم درج تھا وہ لوگوں کو دیا اور اس کا الزام سیدنا عثمان پر لگا دیا کہ یہ خط ان کا ہے چنانچہ لوگ واپس آگئے اور پھر جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور گھر میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔

صحابہ کرام کی اپنے خلیفہ سے محبت :

ان حالات کے پیش نظر کچھ صحابہ مدافعت کرنے لگے۔

لیکن جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی نرم مزاجی کے باعث صحابہ کو ٹھہرنے کا حکم دے دیا لیکن بعض صحابہ پھر بھی ان کے گھر کا پرہ دیتے رہے، چنانچہ جناب مغیرہ بن الاخنس رضی اللہ عنہ اور ان کے حواری ان بلوائیوں سے لڑتے ہوئے شدید ہو گئے، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ان سے لڑتے ہوئے زخمی ہوئے (یہاں ایک بات یاد رکھئے کہ جناب حسن بن علی کو جناب علی رضی اللہ عنہ نے مسلح پرہ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ خود شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت مدینہ سے باہر تھے تو اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہوتی ہے کہ جو جناب عثمان کی شہادت کا الزام نعوذ باللہ جناب علی رضی اللہ عنہ پر لگاتے ہیں) اسی طرح جناب ابو ہریرہ اور جناب عبداللہ بن سلام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ بھی بلوائیوں سے لڑنے لگے لیکن جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قسم دے کر واپس لوٹا دیا۔

اسی طرح چالیس دن بیت گئے اور جناب عثمان رضی اللہ عنہ چالیس دن سے محصور تھے بلوائیوں نے جناب عثمان کا پانی اور سامان رسد بھی بند کر دیا، جس کے نتیجے میں جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں فاقہ اپنے عروج کو پہنچ گیا، بالآخر 18 ذو الحجہ کا سورج طلوع ہوا تو آسمان دنیا نے ایک کریں ترین منظر دیکھا کہ حضرت عثمان پر اس حالت میں تلوار سے حملہ کیا گیا کہ جب وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے چنانچہ آپ کی بیوی سیدہ نائلہ نے فوراً تلوار کے وار کو روکا جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ان کی چیخ نکل گئی مگر یہ آواز محافظ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک پہنچ نہ سکی دوسرے وار سے خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قطرے آیت قرآنی **”فسیکفیکہم اللہ وهو السميع العليم“** پر گرے اور آپ روز کی حالت میں شدید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون صحابہ کرام کو حضرت نائلہ کی آوازیں اس وقت سنائی دیں جب بلوائی اپنا کام کرچکے تھے۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ 7 188)

اپنا کام مکمل کرنے کے بعد قاتل فرار ہو گئے، جبکہ بعض حضرت عثمان کے غلاموں کے ہاتھوں مارے گئے اور دو غلاموں نے بھی اس کوشش میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اب پھر دینے اور حفاظتی دستے متعین کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ عمرو بن حمق (خارجی) نے حضرت عثمان کے جسم اطہر پر نیزے کے 9 زخم لگائے جبکہ ایک ظالم عمیر نے پاؤں سے ٹھوکریں ماریں جس سے آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ داماد رسولؐ سیدنا عثمان ذوالنورین کی نعش تین دن تک بگور و کفن پڑی رہی۔ تیسرے دن حضرت جبیر بن مطعم، حضرت حکیم بن حزام، حضرت ابوجہم بن حذیفہ اور حضرت خیار بن مکرم اسلمی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بعد نماز عشاء جنازہ اٹھایا۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، جبکہ باقی تین ساتھی اور حضرت عثمان کی دونوں بیویاں مقتدی تھیں۔

حضرت حکیم بن حزام اور آپ کی دونوں بیویاں نگرانی کرتے رہے۔ باقی تین آدمیوں نے جنت البقیع کے جنوب مشرقی کونے میں آپ کو لحد میں اتارا اور قبر برابر کردی تاکہ لوگ پہچان نہ سکیں اور یوں امت اسلامیہ کا ایک دمکتا چمکتا ستارہ جہنمی کتے خوارج کے ہاتھوں ہمیشہ کیلئے امت محمدیہ کو داغ مفارقت دیتے ہوئے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(تلخیم: تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی)